عصمت چغتائی کے ناولوں میں ہندوستانی تہذیب

نجمہ سی کے
ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو، شری شنکرا چاریہ یونیورسٹی آف سنسکرت، کالٹی، کیرالا۔ انڈیا

دنیا کی تمام زبانیں کسی نہ کسی ملک کے تہذیب وتمدن کی پیدوار ہوتی ہیں۔ ہندوستان ایک ثقافت کا گہوارہ ہے۔ جس نے خود کو بہت پہلے تیار کیا تھا۔ تب سے اب تک بہت سی تبدیلیاں آ چکی ہیں۔ ہندوستانی تہذیب کی خصوصیات میں تسلسل اور تبدیلی، تنوع میں اتحاد، سیکولر نقطہ نظر، مادیت پسندی، روحانیت، اور عالمگیریت وغیرہ ہے۔ ہندوستان دنیا بھر میں اپنی ''تنوع میں اتحاد'' کے لیے مشہو ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ ہندوستان ایک متنوع ملک ہے۔ جہاں بہت سے مذہبی لوگ اپنی الگ ثقافتوں کے ساتھ پر امن طور پر ایک ساتھ رہتیہیں۔ جس کے ساتھ ہندوستانی تہذیب میں لسانی تنوع، نسلی تنوع، لباس کا تنوع اور کئی نسلوں کیلوگ ایک ساتھ رہتے ہیں۔ کسی بھی تہذیب میں پائے جانے والے نظریات وخیالات اور اس میں موجود رسوم ورواج کا سلسلہ کسی نہ کسی طرح مذہب سے ضرور ملتا ہے۔ اس بحث سے قطع نظر کہ وہ رسوم ورواج مذہب کی نظر میں صحیح ہیں یا غلط، ہمارے ارد گرد ہونے والے رسوم ورواج نسل در نسل چلے آرہے ہیں۔ ''احمد طارق'' نے تہذیب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''تہذیب ایک ایسی آرزو اور تمنا ہے جس کے تحت کسی انسانی سماج میں رہنے والے افراد مساوات، محبت، انسان دوستی، رواداری اور جذبہ خیر سگالی جیسے اصول واقدار کے پیش نظر اپنے انفرادی مفادات پر سماجی فلاح و بہبود اور اس کے ارتقاء کو ترجیح دیکر مل جل کر کام کرتے ہیں۔ تہذیب میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جن کا تعلق اقدار یا اعیان سے ہے، انسان کی علمی جدو جہد، اس کی ذہنی کاوش اور اس کی سوچ اور فکر سے ہے۔ تہذیب کے تحت وہ تمام چیزیں بھی شامل ہیں جن کا تعلق مادی مظاہر سے ہے۔ مادی نقطہ نظر سے اگر جائزہ لیا جائے تو اس میں لباس، رہن سہن، مصوری، نقاشی، سماجی رسوم ورواج اور فن تعمیر وغیرہ سبھی چیزیں شامل ہیں۔ اور روحانی نقطہ نظر سے جائزہ لینے پر علوم وفنون، فکر وفلسفہ، علم وادب، مذہبی اقدار، خیالات، احساسات اور تصورات وغیرہ شامل ہوں گے جو پورے سماج کو ایک تہذیبی وحدت میں ڈھال دیتے ہیں۔'' (1)

ہندوستان میں بہت زیادہ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اس طرح اردو زبان میں ایک تہذیب بھی موجود ہے۔ اردو زبان کی صورت حال کچھ الگ ہے۔ اس کا کوئی مخصوص علاقہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کے علاقے بہت زیادہ وسیع ہیں۔ برصغیر کے مختلف ممالک جیسے پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان اور ہندوستان میں یہ کافی زیادہ بولی جاتی ہے۔ اس لیے اردو زبان ایک ایسی تہذیب وثقافت کا ترجمان ہے۔ جس کا دائرہ اثر سرحدوں سے پھر پورے ہندوستان کی ایک مشترکہ زبان کی حیثیت رکھتی ہے۔ اردو کو اس مقام تک لانے کے لیے ہر عہد میں ادیبوں اور شعرائے نے اپنا اپنا رول ادا کیا۔ اردو زبان و ادب میں ہندوستان کی ثقافت وتہذیب کا اثر نظر آتا ہے۔ زبان وادب خیالات وجذبات کے اظہار کا بہترین وسیلہ ہونیکے ساتھ ہی ساتھ سماجی اور تہذیبی مظہر کے نمائندے کی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔ زبان وادب میں سماج، تاریخ اور تہذیب کو محفوظ رکھنے، ان کی نمائندگی کرنے اور انہیں دائمی حیات بخشنے کی قوتیں موجود ہوتی ہیں جس کی عمدہ مثال اردو زبان وادب ہے۔

اردو ناول اپنے عہد کی زندگی اور سماج کا آئینہ اور ہم عصر سماج کے سماجی اور سیاسی مسائل کے ترجمے ہوتے اردو ناول اپنی تہذیبی وابستگی کی بنیاد پر دیگر زبانوں

کے ادب سے قدرے ممتاز و منفرد نظر آتا ہے کیونکہ اس میں تہذیبی اشتراک کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔یہی تہذیبی اشتراک،مشترکہ تہذیب، کے نام سے منسوب ہے جو ہندوستان کو اردو کا عنایت کردہ لاثانی تحفہ ہے۔اس ضمن میں دنیا بھر کی مثالیں دی جاسکتی ہیں جس کا سلسلہ پریم چند سے ہوتا ہوا راجندر سنگھ بیدی،عصمت چغتائی،قرۃ العین حیدر، انتظار حسین،قاضی عبدالستار،خالدہ حسین ،زاہدہ حنا،نیر مسعود،سید محمد اشرف اور طارق چھتاری وغیرہ تک پہنچتا ہے۔اس فہرست میں عصمت چغتائی کا نام بھی لیا جاسکتا ہے۔انہوں نے اپنے ناولوں کے ذریعہ ہندوستان کی تہذیبی روابط کیتقریباً تمام رنگوں کو بہت سلیقے سے پیش کیا ہے۔

عصمت چغتائی اردو ادب میں ناول نگار،افسانہ نگار،ڈرامہ نگار،خاکہ نگار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ انہوں نے جو ناول تخلیق کئے ان میں ''ضدی''،''ٹیڑھی لکیر''،''معصومہ''،''سودائی''،''جنگلی کبوتر''،''دل کی دنیا''،''عجیب آدمی''،''باندی''،''ایک قطرہ خون''،اس کے علاوہ بچوں کے لئے لکھے گئے دو ناول''نقلی راج کمار''اور''تین اناڑی''وغیرہ شامل ہیں۔ان کے ناولوں کا خاص موضوع عورتیں اور خاص طور پر متوسط مسلمان گھرانوں کی خواتین کی زندگی یا زمیندار گھرانوں کی بگڑی ہوئی عورتیں یا لڑکیاں ہیں۔عصمت چغتائی نے اپنے ناولوں میں عورتوں کے مسائل کو مختلف زاویوں سے پیش کیا ہے۔جن میں ازدواجی تعلقات کی پیچیدگیوں سے لے کر روزمرہ کی زندگی کے احوال سبھی کچھ شامل ہیں۔جدید تعلیم کے اثرات کے سبب انسانی سماج میں جو تبدیلیاں رونما ہوئیں ان کا عکس بھی ناولوں میں دکھائی دیتا ہے۔تہذیبی ٹکراؤ اور جدید طرز زندگی کے نمونے بھی دیکھنے کو ملتے ہیں اور گھریلو حادثات و واقعات اور خاتون خانہ کی حقیقی روداد بھی ناول کا اہم حصہ ہے۔عصمت نے ہندوستانی سماج کے درمیان عدم مساوات اور ناانصافی کے خلاف جیسے موضوعات کو اپنے ناولوں میں اٹھایا۔ثقافت ہندوستان میں خواتین کی حیثیت خاندانی تعلقات سے جڑی ہوئی ہے۔روایتی طور پر ہندوستانی ثقافت میں صنفی کردار کافی مخصوص اور بہت روایتی ہیں۔خواتین کو بچوں کی پرورش اور گھریلو کاموں کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔جبکہ مرد مالی مدد فراہم کرتے ہیں۔عصمت چغتائی کے زیادہ تر ناولوں میں سماج کے مرد اور عورت کے درمیان مساوات کو دیکھا جاسکتا ہے۔سماج کی رسم و رواج،سماج میں عورتوں کا مقام،تعلیمی ترقی،خاندانی زندگی وغیرہ ہماری تہذیب کا حصہ ہیں۔
شبنم رضوی عصمت چغتائی کے ناولوں کے بارے میں لکھتی ہیں:

''عصمت کے تقریباً سبھی ناولوں کا موضوع گھریلو زندگی ہے یعنی ان کے کامیاب ناول گھریلو فضا کو پیش کرتے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عصمت نے گھر کے اندر چھپے ہوئے ان رازوں کو فاش کیا ہے۔جن کے بارے میں لوگوں کو زیادہ معلومات نہیں تھیں انہوں نے ہندوستانی عورت کو سچائی کے ساتھ عورت ہی کے روپ میں سماج کے سامنے لا کھڑا کردیا''(2)

عصمت کے ناولوں کے موضوعات صرف مسلم گھرانوں کے متوسط طبقے کی زندگی اور ان کی ناگفتہ بہ صورتحال ہی نہیں، بلکہ اس میں سیاست، مذہب، زمینداری، ہندو مسلم اتحاد ہندوستان کی تہذیب،ان کی باہمی لڑائی،نوجوان،غنڈے، ہندوستانی گالیاں،نسائی لب ولہجہ اور نسائی محاوروں کے علاوہ سب سے بڑی چیز یہاں کی غربت و افلاس سبھی کچھ تلاش کئے جاسکتے ہیں۔

دراصل عصمت چغتائی ایک انقلابی ذہن کی مالک تھیں۔چونکہ ترقی پسند تحریک نے غریبوں اور مزدوروں کی حمایت میں متعدد ادبی اصناف کا سہارا لیا۔عصمت چغتائی اس تحریک سے وابستہ ہوئیں۔اور بلاواسطہ طریقے سے اس پلیٹ فارم سے قدامت پرستی کے خلاف اپنی آواز بلند کی ہے۔اسی زمانے میں ہندوستان میں ذات پات کے بہت سے نظام تھے۔انھوں نے اس عہد کے سماج اور تہذیب و تمدن سے متعلق مسائل و اقدار کو سائنس کی روشنی میں دیکھنے اور پرکھنے کی قائل تھیں۔

عصمت چغتائی کا پہلا ناول''ضدی''' ترقی پسند تحریک کیدور میں لکھا گیا ناول ہے۔اس میں اعلا طبقے کی روایت پرستی اور ادنی طبقے کی قدامت پرستی کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔دو کرداروں کے ذریعے دو طبقے کیرسم و رواج کو ظاہر کیا ہے۔یہ ناول بظاہری ایک عام رومانی ناول ہے۔مگر اس سرمایہ دارانہ نظام پر گہرا طنز بھی ہے۔ناول کی کہانی ایک امیرزاد پورن اور ایک اچھوت لڑکی آشا کی ناکام محبت کے گرد گھومتی ہے۔

پورن ایک جذباتی نوجوان ہے۔پورن کے والد اس محبت کے خلاف غم وغصے کا اظہار کرتے ہیں۔ان کی نظر میں پورن کی محبت ایک ناقابلِ معافی جرم

ہے۔دوسری طرف آشا، جسے نوکرانی ہونے کے ناطے اپنی حیثیت کا خوب اندازہ تھا،محبت کا اظہار کرنے سے کتراتی ہے۔جب پورن گھر والوں کو اپنی محبت کے خلاف پاتا ہے تو وہ اپنے باپ کی دولت اور سماج کے فرسودہ رسم و رواج کو ٹھکرانے کا ارادہ کر لیتا ہے۔

ہندوستانی ثقافت منفرد رسم و رواج اور روایات سے بھری پڑی ہیں۔تقریبات روایتی ،اجتماعی عمل کا ایک طبقہ ہے۔رواج سماجی رویے کو کنٹرول کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ یہی روایتی سماجی تفہیم ہی فرد کو مجبور کرتی ہے کہ وہ انسانی غور وفکر، ذاتی رشتوں اور محبت کے احساس کو ایک بہت ہی تنگ دائرے میں قید کر لے۔معاشرے میں رسم و رواج کی اہمیت کو کم نہیں کیا جا سکتا۔ وہ اتنے طاقتور ہیں کہ کوئی بھی ان کی حد سے نہیں بچ سکتا۔ وہ سماجی زندگی کو منظم کرتے ہیں خاص طور پر ناخواندہ لوگوں میں بہت حد تک اور معاشرے کی زندگی کے لیے ضروری ہے۔ثقافت ایک طاقت کا نظام ہے جو خصوصی اختیارات کے ساتھ فرد کی نجی زندگی میں بھی دخل اندازی کرتا ہے اور اس کی آزادی، ذاتی خواہشات اور محبتوں کو مسلسل محدود کرتا ہے۔

پورن اس دور کے نئے تعلیم یافتہ اور جذباتی نوجوانوں کا نمائندہ ہے جو سماج کی فرسودہ روایت سے نفرت کرتا ہے۔اس کے سامنے امیر اور غریب میں کوئی فرق نہیں،سب برابر ہیں۔

پروفیسر احتشام حسین "ضدی" کے بارے میں لکھتے ہیں:

’’ضدی کا مجموعہ اثر وہی پڑتا ہے جو اصلاحی کہانیوں کا ہونا چاہیےلیکن جگہ جگہ پر پورن کی غریب و دیہاتی محبوبہ کا احساس غربت و کم تری اس بات کے سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ کسی طرح خارجی حقیقتیں داخلی تصورات پر اثر انداز ہوتی ہیں اور کسی طرح نئے نئے مسائل قدیم زندگی کے ڈھانچے پر پورے نہیں اترتے۔‘‘(3)

دراصل عصمت چغتائی سماج ،طبقہ،روایت ، مذہب وغیرہ کے ہاتھوں ترقی پسندی کو ناکام دیکھتی ہیں۔آخر کب تک خاندانی رویوں کی خاطر نوجوان اپنی بلی چڑھاتے رہیں گے۔عصمت چغتائی اس ناول کے ذریعہ بتانا چاہتی تھیں کہ محبت ایک عالم گیر آفاقی جذبہ ہے جس میں اونچ نیچ، ذات پات کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

عصمت کا سب سے شاہکار ناول’’ٹیڑھی لکیر‘‘ ہے۔ٹیڑھی لکیر کا کردار شمن ایک ایسا کردار ہے جو ایک آزاد روشن خیال لڑکی ہے۔وہ ساری عمر اسی سماجی زندگی کی کشمکش کا شکار رہے۔اسے قدم قدم پر سماجی و معاشرتی بندشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔کہانی بچپن سے شروع ہو کر جوانی تک سفر طے کرتی ہے۔اور اس دوران زندگی اپنے پورے نشیب و فراز اور رنگ و آہنگ میں رقص کرتی نظر آتی ہے۔اس ناول میں عہد، ماحول، افراد، سماجی و معاشرتی مسائل، اقتصادی و تعلیمی سرگرمیاں، خواتین کی نفسیاتی و ذہنی کیفیات اور مردوں کی ذہنی معیار و کردار کا منظرنامہ پیش کیا گیا ہے۔وہ عورتوں کے مخصوص محاورات، روزمرہ اور لب و لہجہ پر مکمل دسترس رکھتی ہیں۔عصمت استحصال، عدم مساوات، تعصّبات، تنگ نظری اور مرد کی حاکمانہ اور جابرانہ برتری کے خلاف تھیں۔انھوں نے سماج میں عورت کو تضحیک و تذلیل کی شے سمجھنے والے راویے کی مخالفت کی۔انہوں نے اپنے ناولوں کے ذریعہ خواتین کو با اختیار بنانے کے لیے جدوجہد کی۔ناول’’ٹیڑھی لکیر‘‘ کے ہیروئن شمن کے پیدا ہونے سے لے کر اس کی شادی ہو جانے کے بعد تک کی کہانی ہے۔اس ناول کے بارے میں شبنم رضوی نے لکھا ہے:

’’شمن کے اندر ایک خاص قسم کی بے چینی ہے، جستجو ہے، تڑپ ہے، جو شروع سے آخر تک قائم رہتی ہے اور شاید اس لیے کیوں کہ وہ نئے اور پرانے دور کو ملانے کی کڑی ہے۔اس کے کردار میں دو تہذیبیں ملتی ہوئی نظر آتی ہیں۔یہ پرانی روایت سے پوری طرح انکار نہیں کر سکتی اور نئے خیالات کا پوری طرح خیر مقدم بھی نہیں کر سکتی۔یہ کردار اس لیے بے چین ہے‘‘(4)

عصمت برائیوں کا خاتمہ چاہتی ہیں۔خاص طور پر عورتوں کے استحصال کے خلاف اپنی آواز بلند کرتی ہیں۔

عصمت نے سماج میں عورتوں کے ذہنی نفسیاتی اور جسمانی طور پر استحصال کے خلاف آواز اٹھائی ناول’’دل کی دنیا‘‘،عورتوں کے مسائل اور جنسی جذبات کا ایک جیتا جاگتا نمونہ ہے۔قدسیہ اس ناول کی ہیروئن ہے۔اس ناول کے ذریعہ عصمت نے عورتوں کی سماجی حیثیت مسائل پر ایک نئی بحث چھیڑ دی۔

جس میں انھوں نے خاندان اور فرسودہ رسم ورواج میں جکڑی ہوئی ایک لڑکی کی کہانی پیش کی ہے۔ جو شوہر کی بے توجہی کا شکار ہے۔ وہ حالات کے سامنے سپر انداز نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنی سوسائٹی کے رسم ورواج کو پیش کرتی ہے۔ تہذیب معاشرے کے ارکان کے طور پر ہمارے سوچنے و رعمل کرنے کے تمام طریقوں کا پیچیدہ مجموعہ ہے۔ معاشرہ کے بغیر ثقافت نہیں ہوتی۔ عصمت چغتائی نے اپنے ناولوں کے ذریعہ سماج میں پھیلی ہوئی خامیوں اور کوہتایوں کو اجاگر کیا۔ عصمت نے ان سبھی چیزوں کو قدسیہ بیگم کے کردار میں سمو کر قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔

عصمت کا ایک اہم ناول ''معصومہ'' ہے۔ اس ناول میں عصمت نے ملک کے بٹوارے کے وقت جاگیردارانہ گھرانوں پر آنے والی آفت و پریشانیوں کا ذکر ایک نئے انداز میں کیا۔ اس ناول میں مسلم گھرانوں کے متوسط طبقے اور جاگیردارانہ طبقے کی زیست کے مسائل ہیں۔ عصمت نیاس صورت حال کا نقشہ ناول کے مرکزی کردار معصومہ عرف نیلوفر کے ذریعے کھینچ کر معاشرے اور سماج کے لیے رحم حقیقت کو عریاں کیا ہے۔

معصومہ میں ایک ماں اپنی بیٹی کو اپنی اور اپنے خاندان کی پرورش کے لیے بیچ دیتی ہے تا کہ گھر کی جھوٹی شان قائم رہ سکے۔ عصمت کے ناولوں میں عام طور سیماں کا کردار یا تو ہوتا ہی نہیں اور اگر ہوتا ہے۔ تو نہایت غیر ذمہ دار ماں کا کردار ابھرتا ہے یہاں بھی معصومہ صرف اپنی ماں کی وجہ سے بربادی کے راستوں پر چلنے کے لیے مجبور ہوئی۔

ہر انسانی معاشرے کی اپنی ثقافت ہوتی ہے۔ یہ دوسرے معاشرے سے مختلف ہوگا۔ طرز عمل جو انسانوں کے لیے منفرد ہے۔ اور وہ مادی چیزیں جو اس کے ایک حصے کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ دراصل ثقافت میں زبان، رسم ورواج، خیالات، رسومات وغیرہ سے بنتی ہیں۔

ہندوستان ثقافت بزرگوں کے احترام، خاندانی اتحاد، ایمانداری، اور محنت پر مبنی ہے۔ عصمت کے ناولوں کے مطالعے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ انھوں نے بیشتر عورتوں کے مسائل کو اپنا موضوع بنا کر ہندوستانی معاشرے کے تہذیبی کا مسائل کو پیش کیا کہ کس طرح ایک عورت ایک محدود دائرے میں رکھی گئی تھی۔ ہندوستان کے ہر معاشرے کیخواتین کے مسائل اور مشکلات ان کے ناولوں کیموضوع بنے۔ بدلتے ہوئے ہندوستانی تہذیب میں خواتین کو بااختیار بنانے کے لیے بہت سے پروگرام منعقد کیے جارہے ہیں۔ ہر عورت معاشرے میں اپنی ثقافت کو محفوظ رکھتی ہے۔

اگر چہ انیسویں صدی کا دور ہندوستان کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس دور میں ہندوستانی سماج مختلف تبدیلیوں سے دوچار ہوا۔ ان تبدیلیوں میں عورتوں کی تعلیمی؟ ضروریات کو خصوصی اہمیت دی گئی۔ عصمت چغتائی کیزیادہ تر ناولوں میں گھریلو زندگی یا ماں کی زندگی ہے۔ عورت کبھی ماں تو کبھی معشوقہ کے روپ میں پیش کیا لیکن زمانے کی روش کو دیکھتے ہوئے انھیں بھی یہ احساس ہوا کہ عورت کی حیثیت محض ماں و معشوقہ تک محدود نہیں بلکہ اس کی اپنی بھی ایک شناخت ہے۔ وہ بھی ایک انسان ہے اس کے بھی ارمان ہیں وہ بھی کھلے آسمان میں جینا چاہتی ہے وہ بھی اس معاشرے کا ایک فرد ہے یہی وجہ ہے کہ ایک ایٹیل معاشرے کی ترقی کے لیے مردوں کے ساتھ ساتھ عورت کی ترقی بھی لازمی ہے۔

حواشی:

1۔ احمد طارق، جدید اردو افسانے میں سماجی وثقافتی جہات، ص 21۔

2۔ شبنم رضوی، عصمت چغتائی کی ناول نگاری، ص 35۔

3۔ سید احتشام حسین، اردو ناول پر مارکسزم، ماہنامہ نگار، مئی۔ 1943۔

4۔ شبنم رضوی، عصمت چغتائی کی ناول نگاری، ص 84۔

نجمہ سی کے

ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو، سری سنکراچاریہ یونیورسٹی آف سنسکرت، کالٹی، کیرلا۔ انڈیا

☆☆☆